Digitized by Khilafat Library Rabwah

احمدی احباب کی تعلیم و تربیت کے لئے

روزنامہ الفضل ربوہ
فون: ۲۲۹
ایڈیٹر: نسیم سیفی
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
جلد ۷۸/۴۳ | جمعرات: ۲۷- رجب ۱۴۱۳ھ ۲۱- صلح ۱۳۷۲ ہش، ۲۱- جنوری ۱۹۹۳ء | نمبر ۱۸

چندے اخلاص کا پیمانہ ہیں

چندوں میں برکت کی جب ہم بات کرتے ہیں تو دراصل یہ چندے اخلاص کا پیمانہ ہیں۔ اموال کے کم اور زیادہ ہونے کی بحث نہیں ہے۔ اگر اموال کی بات کریں تو ہماری ساری دنیا کا تحریک جدید کا جو چندہ ہے وہ آجکل کے بڑے بڑے امیروں کی دولت کے مقابل پر ایک قطرے کی بھی حیثیت نہیں رکھتا۔

(حضرت امام جماعت احمدیہ - الرابع
ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

ارشادات حضرت بانئ سلسلہ عالیہ احمدیہ

"اصل بات یہی ہے کہ انسان خدا کی راہ میں جب تک اپنے اوپر ایک موت اور حالتِ فنا وارد نہ کر لے تب تک ادھر سے کوئی پرواہ نہیں کی جاتی۔ البتہ جب خدا دیکھتا ہے کہ انسان نے اپنی طرف سے کمال کوشش کی ہے اور میرے پانے کے واسطے اپنے اوپر موت وارد کر لی ہے تو پھر وہ انسان پر خود ظاہر ہوتا ہے اور اس کو نوازتا اور قدرت نمائی سے بلند کرتا ہے۔ دیکھو قرآن شریف میں ہے (۔) قاعدین یعنی سست اور معمولی حیثیت کے لوگ اور خدا کی راہ میں کوشش اور سعی کرنے والے ایک برابر نہیں ہوتے۔ یہ تجربہ کی بات ہے اور سالہائے دراز سے ایسا ہی دیکھنے میں آرہا ہے۔"

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ ۵۰۷)

"اصل بات یہ ہے کہ بعض اوقات حبِّ دنیا کا غلبہ بھی سلبِ ایمان کا باعث ہو جایا کرتا ہے لہٰذا دنیوی امور میں بہت انہماک اور دنیوی امور کو اتنی اہمیت دے دینا کہ گویا دین ایمان اور آخرت کی پرواہ ہی نہ رہے۔ یہ بھی خطرناک زہریلا مرض ہے۔ یہ تو وہ زمانہ ہے جس کے متعلق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم پہاڑوں کی چوٹیوں پر چلے جاؤ۔ درختوں کے تنوں سے لگ جاؤ اور جس طرح سے بن پڑے زمانہ کے فتن سے اپنے ایمان کو سلامت رکھنے کی کوشش کرو۔"

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ ۵۲۶)

انعام سلام ڈاکٹر بخاری کو عطا کیا گیا

اسلام آباد: ۱۸- جنوری۔ پاکستان کے نوجوان سائنسدانوں کے لئے نوبل انعام یافتہ ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کی طرف سے جاری کردہ "سلام پرائز" جو کہ یونیورسٹی گرانٹس کمیشن کے زیر اہتمام دیا جاتا ہے وہ اس سال ریاضی کے شعبہ میں ڈاکٹر اشفاق ایچ بخاری کو دیا گیا۔ ڈاکٹر بخاری صاحب قائداعظم یونیورسٹی اسلام آباد کے شعبہ ریاضی میں اسسٹنٹ پروفیسر ہیں۔ ان کو یہ اعزاز جنرل ریلیٹیویٹی GENERAL RELATIVITY اور خصوصاً سپیس ٹائم سمٹریز میں انکی تحقیق پر دیا گیا ہے۔ ڈاکٹر بخاری صاحب نے ۱۹۸۷ء میں قائداعظم یونیورسٹی سے پی ایچ ڈی کی تھی۔ اس کے علاوہ کامن ویلتھ پوسٹ ڈاکٹرل فیلوشپ حاصل کرنے کے سلسلے میں انہوں نے ۹۲-۱۹۹۱ء میں ساؤتھمپٹن یونیورسٹی انگلینڈ میں بھی تعلیم حاصل کی۔

نیشنل اکیڈمی آف ہائر ایجوکیشن یونیورسٹی

باقی صفحہ ۸ پر

Salam prize awarded to Dr Bokhari

ISLAMABAD, Jan 18: The Salam prize for young Pakistani scientists constituted by Dr Abdus Salam the nobel laureate under the aegies of University Grants Commission, Islamabad, has been awarded in the field of mathematics this year to Dr Ashfaque H Bokhari, Assistant Professor in mathematics department, Quaid-i-Azam University, Islamabad, for his work in general relativity with special reference to his investigations into spacetime symmetries.

Dr Bokhari received his Ph.D from the Quaid-i-Azam University in 1987.

He had been visiting Southampton University in England during the year 1991-92 for a Commonwealth post doctoral fellowship.

Professor G J Pareshan Khattak, Chairman, Dr M H Qazi whole time member and Mr MA Raoof, Director-General, National Academy of Higher Education University Grants Commission, Islamabad, congratulated the young Pakistani scientist. — PPI

جماعت احمدیہ کو سب سے بڑھ کر بنی نوع انسان سے محبت ہے

اقتباس از خطبہ فرمودہ حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

"جب جماعت احمدیہ سب دنیا کے غم کی باتیں کرتی ہے۔ سب دنیا کے فکر دل سے لگا کر ان کی اصلاح کی کوشش کرتی ہے تو بہت سے لوگ تعجب کرتے ہیں کہ ان کی حیثیت کیا ہے۔ طاقت کیا ہے۔ یہ کیسے دنیا کے حالات بدل سکتے ہیں اور بہت سے احمدی دانشور بھی یہی سمجھتے ہیں کہ ہاں سمندر میں ایک قطرہ ڈالنے والی بات ہے ورنہ تو کوئی حیثیت نہیں ہے۔ اور یہ بھی سوچتے ہوں گے بعض کہ ہمیں ضرورت کیا ہے وہ کام چھیڑتے کی جس کام کی ہم میں طاقت نہیں ہے تو اس کا ایک جواب تو یہ ہے کہ ہماری فطرت میں اگر یہ بات ہو کہ کسی کا غم محسوس کریں اور کسی کا دکھ دور کرنے کی کوشش کریں تو ہم تو مجبور ہیں۔ اس میں عقل کا قصہ نہیں۔ دل کی مجبوریوں کی بات ہے۔ ایک شخص جو ہمدرد ہو اگر کسی جگہ کسی کو تکلیف میں دیکھتا ہے تو طبعاً اس کے دل میں ہمدردی پیدا ہوتی ہے۔ بے اختیار قدم اس کی طرف اٹھتے ہیں تا کہ اس کی تکلیف کو دور کیا جائے ہمیں تو اس سے بہت زیادہ بڑھ کر بنی نوع انسان سے محبت ہے (۔) ہم ان لوگوں کے غلام نہیں جن کو دنیا کی فکر لطیفے کے طور پر دکھائی دیتی ہے اردو میں ایک محاورہ ہے۔ چھیڑنے کی خاطر کہتے ہیں کہ قاضی جی! تم دبلے کیوں ہو گئے؟ جواب دینے والا جواب دیتا ہے کہ شہر کے اندیشے میں اور سارے ہنستے ہیں۔ یہ لطیفہ ان لوگوں کے متعلق کہا جاتا ہے۔ جو دوسروں کا غم دل میں لگا بیٹھتے ہیں۔ اور لطیفے کا پیغام یہ ہے کہ تمہیں اس سے کیا؟ دنیا مرتی ہے مرتی پھرے۔ تم کیوں پاگل ہوئے ہو۔ یعنی ایسا قاضی جو شہر کے اندیشے میں دبلا ہو جائے اس کے ساتھ رونے کی بجائے اس پر ہنسا جاتا ہے۔ لیکن

باقی صفحہ ۸ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ
پبلشر: آغا سیف اللہ، پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس۔ ربوہ
مقام اشاعت: دارالنصر غربی۔ ربوہ
قیمت
ایک روپیہ پچاس پیسے

۲۱۔ صلح ۱۳۷۲ ہش ۲۱۔ جنوری ۱۹۹۳ء

جُھک جانے کی اہمیت

جُھکنا انسان کا خاصہ ہے وہ جتنا جُھکتا ہے اتنا ہی مفید وجود سمجھا جاتا ہے۔ بلکہ مثال دی جاتی ہے کہ جتنا درخت پَھلدار ہوتا ہے اتنا ہی وہ جھکتا ہے۔ جو ڈالی پھلوں سے لدی ہوئی ہو۔ وہ تو بالکل ہی سر جھکا دیتی ہے۔ اس مثال سے ہمیشہ یہ سمجھانے کی کوشش کی جاتی ہے کہ جھک کر ہی انسان انسانوں کے کام آسکتا ہے۔ انکسار بھی اسی کا نام ہے اور منکسرالمزاج شخص عزت بھی دوسروں سے زیادہ حاصل کر سکتا ہے۔ گردن اکڑی رہے تو کچھ لوگ خوف تو ضرور کھائیں گے لیکن عزت کوئی بھی نہیں کرے گا۔

جھکنا بھی عادت ہے۔ یہ عادت ہو تو انسان جھکتا ہے اور یہ عادت نہ ہو تو تکلف کے ساتھ اسے جُھکنا بھی مشکل ہو جاتا ہے۔ بے شک بعد میں معافی ہی مانگنی پڑے لیکن ایک دفعہ تو اکڑ پن کا اظہار ہو ہی جاتا ہے۔ اور عادت کے متعلق ہم خوب جانتے ہیں کہ عادت بنائی جاتی ہے اور اسے پختہ کرنا بھی اپنے اختیار میں ہوتا ہے۔ اگر بچوں کو شروع ہی سے انکساری کی عادت ڈالی جائے تو یقیناً بڑے ہوکر وہ ہر ایک سے اچھا سلوک کریں گے۔ جُھک کر ملیں گے۔ سب کے کام آئیں گے۔ اور ان سب باتوں سے عزت حاصل کریں گے۔ دوسرے لوگوں سے زیادہ معزز سمجھے جائیں گے۔

اگر انسانوں کے سامنے جھکنا ایک اچھی عادت ہے تو پھر غور کیجئے۔ کہ اس ہستی کے آگے جھکنا جس نے ہمیں پیدا کیا ہے اور جو ہستی ہمارا رب ہے اور ہر آن اور ہر لمحہ ہماری ربوبیت کرتا ہے۔ اس کے آگے جُھکنا کتنا مفید ہوگا اور کتنا ضروری۔ انسان کے سامنے تو انسان اکڑ بھی سکتا ہے لیکن خدا کے آگے تو جھکا ہی جا سکتا ہے۔ اگر خدا کے آگے بھی کوئی نہ جھکے تو اس کی بد نصیبی کی کیا انتہا ہو سکتی ہے۔

یہ سوچنے والی بات ہے کہ خدا کے آگے جھکے تو جھکے کس طرح۔ یعنی وہ کیا کرے کہ کہا جا سکے کہ وہ خدا کے آگے جھکتا ہے۔ کیونکہ خدا نظر تو نہیں آتا کہ ہم اسے دیکھیں اور جھک جائیں۔ یا اس کے کسی کام آسکیں۔ اس لئے یہ ضروری ہے کہ بات سمجھ لی جائے۔ کہ خدا کے آگے جھکنے سے کیا مراد ہے۔ اس سلسلہ میں کہا جا سکتا ہے کہ ایک تو یہ جھکنا ہے کہ اسکی عبادت کی جائے اور نہائت تذلل اور انکسار اور اپنے آپ کو لاشئے سمجھ کر اس کے حضور پیش ہُوا جائے۔ اور دوسرے یہ بھی ہے کہ اپنے آپ کو نیست سمجھتے ہوئے اسکی بڑائی کا ذکر کیا جائے اور اس کو سب سے بڑا مانا جائے۔ یہ بھی اس کے آگے جھکنا ہے۔

اب ہَوا نے بھی چکھ لیا ہے مزہ
بات بات آپکی ہے قند و نبات
دوش پر اپنے لے کے آتی ہے
دن کا ہو وقت یا کہ گھری رات

ابوالاقبال ______

آشیانے سے فزوں تر ہے گلستاں کا خیال
یعنی جسدِ عارضی سے بڑھ کے ہے جاں کا خیال

کوئی تو ماحول کی دلچسپیوں میں ہے مگن
اور کسی کے دل میں ہے اک محشرستاں کا خیال

کوئی تارے توڑ لانے میں ہے مصروفِ عمل
اور کسی کو رہگذر کی ریگِ تاباں کا خیال

نقشِ پائے یار پر جھکتی ہے سالک کی جبیں
اور ہر منزل کو ہے عشاقِ یزداں کا خیال

میں نے پیمانِ وفا حُسنِ ازل سے باندھ کر
کر دیا ہے ترک سب سے عہد و پیماں کا خیال

لامکاں سے ہے یہ اظہارِ محبت کی دلیل
بیکراں ہے آرزو بھی اور بے پایاں خیال

کسقدر آسان ہے اس کی صراطِ مستقیم
ہو جسے اپنے عمل کا اور ایماں کا خیال

وہ نہ اتریں عرش سے تو اپنے دل سے پوچھئے
کس بلندی تک پہنچ سکتا ہے انساں کا خیال

ہم تصور میں انہیں کے پاس رہتے ہیں نسیمؔ
ہے خیال اپنا انہیں کی شان کے شایان خیال

نسیمؔ سیفی

"عجز کے ذکر میں مَیں نے بتایا تھا کہ اس کا برعکس یعنی تکبر بھی غور کے لائق ہے۔ کیونکہ بسا اوقات انسان اپنے آپ کو عاجز سمجھ رہا ہوتا ہے لیکن اس میں تکبر کا ایک پہاڑ چھپا ہوا ہوتا ہے۔ لوگ اس محاورے سے تو واقف ہیں کہ اپنی آنکھ کا شہتیر تو دکھائی نہیں دیتا دوسرے کی آنکھ کا تنکا دکھائی دیتا ہے۔ لیکن امر واقعہ یہ ہے کہ تکبر پر اس سے بڑھ کر مثال صادق آتی ہے۔ تکبر اگر پہاڑ کی شکل میں بھی انسان میں موجود ہو تو بسا اوقات اس سے مخفی رہ جاتا ہے۔ متکبر کو ہر دوسری چیز دکھائی دے رہی ہوتی ہے اپنا تکبّر دکھائی نہیں دیتا۔"
(ارشاد حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

عربی منظوم کلام

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں:

دَعُوْا غَیْرَ اَمْرِ اللّٰہِ وَاسْعَوْا لِاَمْرِہٖ
ھُوَ اللّٰہُ مَوْلٰنَا اَطِیْعُوْہُ وَاحْضُرُوْا

غیر اللہ کے حکم کو چھوڑ دو اور اللہ کے حکم (کی اطاعت) میں کوشش کرو۔ اللہ ہی ہمارا مولیٰ ہے اس کی اطاعت کرو اور حاضر ہو جاؤ۔

اَلَا لَیْسَ غَیْرُ اللّٰہِ فِی الدَّھْرِ بَاقِیًا
وَکُلُّ جَلِیْسٍ مَّا خَلَا اللّٰہَ یُھْجَرُ

سنو! اللہ کے سوا زمانے میں کوئی باقی رہنے والا نہیں اور ہر ایک ہم نشین اللہ کے سوا جدا کیا جائے گا۔

ان دو اشعار میں حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ اپنے مخاطب کی توجہ اس بات کی طرف مبذول کرواتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے حکم کی اطاعت کی کوشش کرنی چاہیئے اور ہر غیر اللہ کے حکم کو اللہ تعالیٰ کے حکم کے مقابلے میں ترک کر دینا چاہیئے۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی کے احکام ماننے کے قابل ہیں یا وہ احکام جو اللہ تعالیٰ کے حکم کے ماتحت حکم دینے والوں نے دیئے ہوں۔ غیر اللہ کے حکم سے مراد ہے، اللہ تعالیٰ کے حکم کے خلاف کوئی بات۔ اور یقیناً اللہ تعالیٰ کے حکم کے خلاف کوئی بات ہو تو اس کی ہرگز اطاعت نہیں کرنی چاہیئے۔ حضور فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہی ہمارا مولا ہے۔ ہمارا آقا ہے۔ اسی نے ہمیں پیدا کیا ہے اور وہی ہماری ربوبیت کرتا ہے۔ اس لئے ہمارا فرض ہے کہ اسی کی اطاعت کی جائے اور اسی کے دربار میں حاضر رہا جائے۔ حضور اپنے مخاطب کو یہی نصیحت فرماتے ہیں کہ اسے چاہیئے کہ وہ خدا تعالیٰ کے دربار میں حاضر رہے اور اس کے ہر حکم کی اطاعت کرے۔ جہاں تک اللہ تعالیٰ کے احکام کا تعلق ہے ان کی اطاعت کرنے یا نہ کرنے سے نہ خدا تعالیٰ کو کوئی فائدہ حاصل ہوتا ہے اور نہ کوئی نقصان۔ اس کے تمام احکام انسان کی اپنی بہبود کے لئے ہیں۔ یہ اور بات ہے کہ انسان کسی حکم کو سمجھ نہ سکے لیکن جب اسے یہ پتہ چل جائے کہ یہ بات خدا تعالیٰ کا حکم ہے۔ تو اسے اس یقین کے ساتھ اس کی پیروی کرنی چاہیئے کہ اس بات کی پیروی یا اس حکم کی اطاعت اس کے لئے بہتری کا باعث ہے۔ اللہ تعالیٰ جو ہم سب کا مولا اور آقا ہے وہ ہر لمحہ اور ہر قدم پر ہماری بہتری چاہتا ہے اور ہمیں جو حکم دیتا ہے وہ حکم جتانے کے لئے نہیں بلکہ ہماری بہبود کے لئے دیا جاتا ہے۔

حضور فرماتے ہیں کہ اس دنیا میں کوئی بھی ہو۔ ہمارا دوست ہو یا کوئی اور وہ سب ہم سے جدا ہو جانے والے ہیں صرف اور صرف باقی رہنے والی ذات خدا کی ذات ہے۔ پس ہمارا تعلق خدا کی ذات سے مستحکم ہونا چاہیئے۔ ہمیں اسی کے دربار میں حاضر رہنا چاہیئے۔ اسی کے احکام ماننے چاہئیں۔ اور ہر حکم جو کسی اور طرف سے ملے اس کے متعلق ہمیں یہ یقین کر لینا چاہیئے کہ وہ اللہ تعالیٰ ہی کے حکم کے ماتحت ہمیں ملا ہے ورنہ جو بات بھی کسی غیر اللہ کی طرف منسوب کی جائے اسے ہرگز نہیں ماننا چاہیئے اور چونکہ صرف خدا تعالیٰ ہی باقی رہنے والی ذات ہے اس لئے اسی کے ساتھ ہمارا تعلق ازلی اور ابدی ہے۔ باقی تمام تعلق ٹوٹ جاتے ہیں باقی تمام رشتہ دار اور دوست بچھڑ جاتے ہیں لیکن خدا ہمیشہ زندہ رہنے والا ہے اور وہ ہمیشہ ہمارے ساتھ رہتا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے ہماری دعا ہے کہ وہ ہمیں اس بات کی توفیق دے کہ ہم اس کے ہر حکم کی اطاعت کریں اور اپنے تعلق کو، اپنے رابطے کو اس سے مضبوط سے مضبوط تر بناتے رہیں۔ اے خدا تو ایسا ہی کر۔

ہماری تاریخ

پانی کی فراہمی کا مسئلہ

ربوہ کی آبادی کے اعتبار سے پانی کی دستیابی کا مسئلہ نقشہ کی تیاری سے بھی زیادہ اہم ہو گیا۔ اور حضرت امام جماعت الثانی نے ابتدا ہی سے اس کی طرف خاص توجہ دی۔ حضور کا منشاء مبارک یہ تھا کہ پانی کے انتظام کا جائزہ لے کر ربوہ کے بالائی طرف ٹیوب ویل نصب کیا جائے اور اس منصوبہ کو عملی جامہ پہنانے کے لئے کراچی سے ایک جنریٹر بھی منگوایا گیا۔ مگر بعض وجوہ سے یہ سکیم برسوں تک معرض التوا میں پڑی رہی۔

ربوہ میں بورنگ کا پہلا تجربہ پہاڑی کے دامن میں کیا گیا جہاں خیمے نصب تھے یہ تجربہ (قادیان سے آمدہ) قریشی فضل حق صاحب اور ان کے ساتھیوں (غلام نبی صاحب قریشی محمد اکمل صاحب) نے کیا۔ جو اس وادی غیر ذی زرع میں نلکے لگانے کا عزم کر کے شروع ہی سے یہاں سکونت پذیر ہو گئے تھے۔ یہ اصحاب کئی دنوں تک کھدائی کرتے رہے مگر ۷۵ فٹ کی گہرائی میں بھی پانی کا کوئی نام ونشان نہ مل سکا۔ مجبوراً انہوں نے ایک دوسرے مقام پر کھدائی شروع کر دی کہ اسی دوران چالیس فٹ کی گہرائی پر پہنچ کر بورنگ ٹیوب ہی پھنس گئی جس کو باہر نکالنے کے لئے ایک اور گڑھا کھودا جانے لگا۔ خدا کی قدرت عین اس وقت (حضرت امام جماعت الثانی) کا ربوہ میں ورود مسعود ہوا جونہی حضور کے قدم مبارک اس مقدس زمین پر پڑے پھنسی ہوئی نالیوں میں یکایک جنبش ہوئی اور آن کی آن میں ایک غیبی طاقت نے ان کا سرا پانی کی سطح پہنچا دیا۔ یہ ۱۱ اکتوبر ۱۹۴۸ء کا واقعہ ہے۔

جناب چوہدری عبدالسلام صاحب اختر ایم۔ اے نے انہیں دنوں الفضل میں اس ایمان افروز واقعہ پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھا۔ "نماز کے بعد حضور بیت الذکر میں ہی بیٹھ گئے اور مکرم قاضی عبدالرحیم صاحب بھٹی سے مکانات کی تعمیر کے بارہ میں گفتگو فرماتے رہے۔ ابھی حضور قاضی صاحب سے گفتگو فرما ہی رہے تھے کہ مستری فضل حق صاحب جو گذشتہ ۱۲ دنوں سے نلکہ لگانے پر مقرر تھے اور شب و روز مٹی کی کھدائی میں مصروف تھے۔ بھاگے ہوئے آئے اور کہنے لگے کہ حضور کے یہاں تشریف لانے پر زمین میں پانی آگیا۔ یہاں یہ بتانا ضروری ہے کہ ہمیں گذشتہ کئی روز سے پانی کی شدید تکلیف تھی۔ ایک جگہ ۷۵ فٹ تک کھدائی کی گئی مگر پانی نہیں آیا۔ دوسری جگہ کھدائی شروع کر دی تھی مگر اتفاق کی بات ہے کہ دوسری جگہ بھی تقریباً چالیس فٹ جا کر نلکہ کی ٹیوب بڑی بری طرح مٹی میں پھنس گئی اور حالت یہ ہو گئی کہ نہ تو وہ ٹیوب مٹی کے اندر جاتی تھی۔ اور نہ ہی باآسانی باہر آسکتی تھی۔ چنانچہ مستری صاحبان نے صرف یہ دیکھنے کے لئے کہ ٹیوب کو کیا ہو گیا ہے۔ ایک تیسرا گڑھا کھودنا شروع کر دیا۔ لیکن جس وقت حضور کے قدم اس زمین پر داخل ہوئے مستری فضل حق صاحب کا بیان ہے کہ یوں معلوم ہوتا تھا کہ جیسے نلکہ کی نالی کو کوئی قوت خود بخود پانی کے قریب لے جا رہی ہے چنانچہ حاضرین نے مستری صاحب سے یہ کلمات سنے کہ حضور پانی آگیا تو بے اختیار (سب تعریف اللہ ہی کے لئے ہے) زبان پر جاری ہو گیا۔ حضور اس کے بعد دیر تک مستری صاحب سے گفتگو فرماتے رہے اور ہر رنگ میں ان کی حوصلہ افزائی فرماتے رہے۔ اس موقعہ پر جو پانی حضرت امام جماعت الثانی کی خدمت میں پیش کیا گیا وہ سخت بدبودار اور کڑوا تھا۔ جس کی رنگت زردی مائل اور کیسٹرائل سے ملتی جلتی تھی حضرت امام جماعت نے پانی کی تلاش میں مزید ہدایات دیں جن کی تعمیل میں قریشی صاحب اور ان کے جواں ہمت ساتھیوں نے اپنی جدوجہد تیز سے تیز کر دی۔ اسی دوڑ دھوپ میں ۱۹۴۹ء کا دوسرا مہینہ آپہنچا مگر کوئی کامیابی نہ ہوئی۔ آخر بڑی محنت و مشقت کے بعد موجودہ جامعہ نصرت کے پلاٹ میں پہلا ٹسٹ بور کیا گیا۔ ۲۰۰ فٹ تک کھدائی کی گئی اور ۸۰ فٹ اور ۱۱۷ فٹ کی گہرائی سے برآمد شدہ پانی کی دو بوتلیں ۲۱ فروری ۱۹۴۹ء کو کیمیائی تجزیہ کے لئے لائل پور بھجوا دی گئیں۔ بورنگ سپیشلسٹ نے ۲۱ فروری کو یہ رائے دی۔ "یہ پانی زراعت اور گھریلو استعمال کے قابل نہیں ہے" چنانچہ رحمت علی صاحب نے ۲۶ فروری ۱۹۴۹ء کو تجزیہ کے نتیجہ کی نقل بھجواتے ہوئے لکھا:

مکرمی صدر صاحب صدر انجمن احمدیہ ربوہ

تسلیم! ربوہ ٹرائل بور کے پانی کے ہر دو نمونہ جات کا پانی قابل استعمال زراعت اور پینے کے نہیں ہے۔ چونکہ اتنی لمبی نہوں کے باعث جو کہ مٹی کی ہیں آگئے ۷ انچ پائپ

باقی صفحہ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بشریٰ شیروانی

ربّ کریم۔ ہمارا مشکل کشا

آج سے تقریباً ۲۵ سال قبل کا یہ واقعہ ہے۔ جو میری امی جان کے ساتھ پیش آیا۔ میں بچپن سے ہی یہ واقعہ سنتی آئی ہوں۔ جب بھی امی جان یہ واقعہ سناتی ہیں خدا کا لاکھ لاکھ شکر بجالاتی ہیں۔ اور ساتھ ہی کہتی ہیں۔ خدا نے مجھ پر خاص فضل کیا۔ میں تو اس کا شکر ادا کر ہی نہیں سکتی۔

اس ضمن میں مجھے اس وقت بے اختیار درثمین کا یہ شعر یاد آرہا ہے۔

؎ ہے عجب میرے خدا میرے پہ احسان تیرا
کس طرح شکر کروں اے مرے سلطان تیرا

محترم نسیم سیفی صاحب! میں نے واقعہ کو تحریر کے سانچے میں ڈھالنے کی کوشش کی ہے۔ یہ بالکل صحیح اور بلا مبالغہ واقعہ ہے۔ اب آپ کی خدمت میں پیش کرتی ہوں۔

موسم گرما کی چھٹیوں کے دن تھے۔ میری امی جان کے دل میں اپنی بڑی آپا جان (جو کہ پشاور میں رہتی ہیں) سے ملنے کی خواہش ہوئی۔ امی جان نے پشاور خط لکھا۔ آپا جان! میرا دل بہت چاہتا ہے کہ میں آپ کو آکر ملوں۔ میں نے اچانک اکیلے ہی پشاور آنے کا پروگرام بنالیا ہے اور میں فلاں دن فلاں وقت فلاں گاڑی سے جہلم سے پشاور روانہ ہوں گی۔ مجھے جواب دیں کیا کوئی سٹیشن پر لینے آئے گا۔ آپ کا جواب آنے پر ہی میں سوار ہوں گی۔ جلد ہی پشاور سے جواب آگیا۔ بڑی خوشی کی بات ہے۔ میرا دل بھی تمہیں ملنے کو بہت چاہتا ہے۔ تمہارے لالہ جی (بہنوئی صاحب) مقررہ وقت پر تمہیں لینے پشاور سٹیشن پر پہنچ جائیں گے۔ تم آسانی سے گھر پہنچ جاؤ گی۔ کسی قسم کا کوئی فکر نہ کرنا۔ خط پڑھ کر امی جان کو بہت تسلی ہوئی۔ یہاں اس ضمن میں ایک بات لکھنا ضروری سمجھتی ہوں۔ میری امی جان نے جہلم سے پشاور تک اتنا لمبا سفر زندگی میں پہلے کبھی اکیلے نہیں کیا تھا۔ کہنے لگیں۔ اکثر عورتیں اکیلے سفر کر لیتی ہیں۔ کیا حرج ہے۔ آج میں بھی زندگی میں پہلی بار خدا کے بھروسے پر اکیلے ہی جاؤں گی۔ میرے ابا جان اور میری سب سے بڑی باجی امی جان کو سٹیشن گاڑی پر چڑھانے گئیں۔ امی جان بتاتی ہیں تقریباً ۱۱ بجے جیسے ہی گاڑی جہلم کے اسٹیشن سے اپنی منزل کی طرف روانہ ہوئی مجھے یکدم اپنے بزرگوار ابا جان کے الفاظ یاد آگئے اکثر فرمایا کرتے تھے۔ سفر عذاب الٰہی کا ایک حصہ ہے۔ اس لئے جب بھی سفر کرو سارے راستے دعائیں جاری رکھو۔ تا خدا سفر میں حفاظت فرمائے۔ ایک تو زندگی میں پہلی بار اتنا لمبا سفر اکیلی کر رہی تھی۔ دوسرا بزرگ ابا جان کے الفاظ یاد آتے ہی دل میں سخت خوف پیدا ہوا۔ اور میں نے آغاز سفر سے ہی دعائیں کرنا شروع کر دیں۔ خدا کا شکر۔ سفر نہایت آرام سے گذرا۔ راستے میں کسی قسم کی کوئی تکلیف نہ ہوئی۔ ڈبہ میں موجود عورتیں بھی نہایت اچھے اخلاق کی تھیں مگر پھر بھی میں نے غیر ضروری باتوں سے اجتناب ہی کیا۔ دل میں اکیلے سفر کرنے کا خوف تھا۔ اس لئے دھیان ہمہ وقت خدا کی حمد و ثنا میں ہی گذرا۔ اور دل میں گڑگڑا کر دعائیں کرتی رہی۔ یا اللہ میرا ساتھ دینا خدا خدا کر کے تقریباً ساڑھے پانچ بجے پشاور شہر کا اسٹیشن آگیا اور میں بغیر سوچے سمجھے خوشی خوشی آرام سے گاڑی سے اتر کر سٹیشن پر کھڑی ہو گئی۔ اور ہر طرف نظر دوڑانے لگی مگر مجھے کوئی بھی اپنا نظر نہ آیا۔ ڈبے میں بیٹھی عورتیں مجھے کہنے لگیں۔ آپ کے بہنوئی صاحب پشاور صدر کے سٹیشن پر آپ کو لینے آئے ہوں گے۔ آپ نے بھی وہاں ہی اترنا ہے۔ مجھے جلد ہی اپنی غلطی کا احساس ہوا کہ واقعی مجھ سے غلطی ہو گئی ہے دیکھا کوئی اکا دکا مسافر ہی پشاور شہر کے سٹیشن پر اترا ہے۔ گاڑی اسی طرح مسافروں سے بھری ہوئی تھی جو کہ پشاور صدر کے اسٹیشن پر جا کر خالی ہو جانا تھی۔ میں نے انہیں کہا۔ واقعی میں نے اتر کر غلطی کی ہے مگر اس کے ساتھ ہی گاڑی چلنے لگی۔ اور اب میرے لئے چلتی گاڑی پر سوار ہونا مشکل تھا۔ ابھی مجھے سٹیشن پر کھڑے ہوئے بمشکل ایک لمحہ ہی گذرا ہو گا۔ ابھی مجھے پریشان ہونے کا موقعہ ہی نہ ملا تھا کہ چلتی گاڑی میں سے میرے ڈبہ میں سے ہی ایک نوجوان لڑکا (اس کی عمر تقریباً ۲۰ یا ۲۲ سال ہو گی) نیچے اترا۔ اور تیزی سے سیدھا میرے پاس آکر مجھ سے مخاطب ہوا۔ اس کی آواز میں اجنبیت ہرگز نہ تھی۔ نہایت ہی اپنائیت سے مجھے کہنے لگا۔ امی جان! آپ نے کہاں جانا ہے؟ مجھے وہ نوجوان اپنا سا لگا میں نے فوراً اسے جواب دیا۔ بیٹا! میں نے پشاور صدر کے سٹیشن پر اترنا تھا۔ میں غلطی سے پشاور شہر کے سٹیشن پر اتر گئی ہوں۔ اب میرے بہنوئی صاحب تو پشاور صدر کے سٹیشن پر میرا انتظار کر رہے ہوں گے۔ میں پہلی بار اکیلی پشاور آئی ہوں۔ گھر کا پتہ تو میرے پاس ہے۔ کہنے لگا۔ امی جان! فکر کی کوئی بات نہیں۔ آپ مجھے پتہ دیں۔ میں آپ کے ساتھ چلتا ہوں۔ آپ کو گھر پہنچا کر آؤں گا۔ پھر خود ہی بغیر تمہید باندھے کہنے لگا۔ میری امی جان کا فون آیا تھا کہ آج وہ اکیلی مری سے آرہی ہیں۔ میں نے ساری گاڑی کے ڈبے دیکھے ہیں۔ آخر میں آپ کا ڈبہ دیکھا ہے۔ مگر میری امی جان نہیں آئیں۔ میرا بیگ اس نے سٹیشن سے اٹھا لیا۔ اور میرے ساتھ ساتھ چلنے لگا جب ہم سٹیشن سے باہر آئے تو اس نے اپنے ایک دوست کے حوالے اپنی موٹر سائیکل کرتے ہوئے اسے کہا۔ اسے اپنے گھر لے جاؤ۔ میری امی جان تو آج نہیں آئیں۔ یہ غلطی سے شہر کے سٹیشن پر اتر گئی ہیں انہیں گھر چھوڑنے جا رہا ہوں۔ اس کا دوست بلا چون و چرا اس کی موٹر سائیکل پر سوار ہو کر ایک طرف کو روانہ ہو گیا پھر نوجوان مجھ سے مخاطب ہوا۔ کہنے لگا۔ امی جان! دراصل ہم بھی پشاور میں نئے ہی آکر آباد ہوئے ہیں۔ اس سے پہلے ہم بھی شہر جہلم چھاؤنی میں رہتے تھے میرے ابا جان فوج میں ملازم تھے۔ ابا جان ریٹائر ہو گئے۔ اب ایک سال سے ہم پشاور میں رہتے ہیں۔ میں یہاں یونیورسٹی کا طالب علم ہوں۔ اب جس علاقے میں آپ نے جانا ہے میں نہیں جانتا۔ ہم تانگے والے کو پتہ بتائیں گے۔ وہ جانتا ہی ہو گا۔ پھر سٹیشن پر کھڑے ایک ٹانگے پر ہم سوار ہوئے۔ پتہ ٹانگے والے کو بتایا۔ اور ٹانگے والا ٹانگہ چلانے لگا۔ راستے میں ایک کوٹھی نظر آئی۔ نوجوان کہنے لگا۔ یہ ہماری کوٹھی ہے۔ گھر پر تالا لگا ہے۔ بھائی کی شہر میں مکینک کی دکان ہے۔ وہ دکان پر گیا ہوا ہے۔ گیراج کی چابی اس کے پاس ہے۔ بھائی گھر پر ہوتا تو میں اپنی گاڑی ہی نکال لیتا۔ امی جان اگر گھر پر ہوتیں تو ضرور آپ کی ان سے ملاقات کرواتا۔ کوئی آدھا گھنٹہ سے زیادہ ٹانگہ چلتے چلتے شہر سے باہر ایک ویران سے علاقے کی نہایت پرانی بستی میں آکر کھڑا ہو گیا۔ علاقہ ایسا پسماندہ تھا کہ وہاں بجلی کا انتظام بھی نہیں تھا۔ ٹانگہ ایک معمولی سے ہوٹل کے قریب کھڑا ہوا۔ اور ٹانگے والا کہنے لگا۔ آپ کا علاقہ آگیا ہے۔ اتر کر گھر ڈھونڈ لیں۔ نوجوان نے ہوٹل کے مالک (پٹھان) سے جو کہ ہمارے ٹانگے کے قریب آکر کھڑا ہو گیا تھا۔ ٹانگے میں بیٹھے بیٹھے ہی پتہ دکھا کر پوچھا۔ کیا یہی علاقہ ہے جو لکھا ہوا ہے۔ ہوٹل کا مالک پتہ پڑھ کر کہنے لگا۔ آپ تو بہت زیادہ دور شہر سے باہر کی آبادی میں نکل آئے ہیں۔ یہ تو پرانی قائد آباد کالونی ہے۔ جو کالونی لکھی گئی ہے وہ نئی قائد آباد کالونی نمبر۲ ہے اور سٹیشن کی پچھلی سائڈ پر ہے اتنے میں ٹانگے والا پٹھان جو کہ ایک نہایت ہی غریب پھٹے پرانے کپڑے پہنے ہوئے شریف النفس انسان تھا۔ ہماری منت سماجت کرنے لگا۔ بہن! میرے حال پر رحم کرو۔ میں صبح سے ٹانگہ چلا رہا ہوں۔ اب میرا گھوڑا تھک گیا ہے۔ میرا گھر اس علاقہ میں ہی ہے۔ مجھے پیسے دے کر فارغ کر دو۔ آپ سواری کا کوئی اور انتظام کر لو آپ کی بڑی مہربانی ہو گی۔ میں نے اسے ۱۰ روپے کی بجائے ۱۵ روپے دے کر فارغ کیا۔ اور خود ہم دونوں ٹانگے سے اتر کر ہوٹل کے قریب کھڑے ہو گئے۔ ہوٹل کا مالک بھی بڑا شریف پٹھان آدمی تھا۔ کہنے لگا میری ایک بات یاد رکھیں۔ آپ اس شہر میں نئے لگتے ہیں یہ پٹھانوں کا شہر ہے۔ کبھی بھول کر بھی رکشہ وغیرہ میں نہیں بیٹھنا۔ خطرہ ہے۔ آپ کسی ٹانگہ میں سوار ہو جاؤ۔ ابھی یہ گفتگو جاری تھی کہ اچانک ایک ٹانگے والا اس ویران سے علاقے میں کہیں سے آتا دکھائی دیا۔ اور سیدھا ہمارے قریب آکر رک گیا۔ اور کہنے لگا۔ کہاں جانا ہے؟۔ ہم نے ہوٹل والے پٹھان کے مشورہ کے مطابق ٹانگے پر جانا مناسب سمجھا۔ ہوٹل والے نے بات کی۔ تم نئی قائد آباد کالونی ۲ کو جانتے ہو۔ یہ تو بہت دور نکل آئے ہیں۔ کہنے لگا۔ میں تو اسی کالونی کے قریب کا رہنے والا ہوں۔ اب ادھر اپنے گھر ہی جا رہا ہوں۔ پھر ہم ٹانگے میں سوار ہو گئے۔ ہم کافی دیر کے بعد نئی قائد آباد کالونی نمبر ۲ پہنچ گئے۔ کالونی نئی تھی اور کافی بڑی تھی۔ نوجوان مجھے ٹانگے میں ہی بیٹھا چھوڑ کر پتہ لے کر مکان ڈھونڈنے چلا گیا۔ جاتے ہوئے مجھے تاکید کر گیا۔ امی جان! آپ نے بالکل نہیں گھبرانا۔ میں ابھی مکان تلاش کر کے پھر آپ کو آکر لے جاؤں گا۔ اس طرح اگر ساتھ لے گیا تو آپ چل کر تھک جائیں گی۔ ٹانگے والا نیک فطرت انسان تھا۔ نوجوان کے جانے کے بعد اس نے برقعہ پوش عورت کی موجودگی میں تنہا ٹانگے میں بیٹھنا مناسب نہ سمجھا۔ اور فوراً ہی ٹانگے سے اتر کر تھوڑے فاصلے پر جا کر بڑے اطمینان سے زمین پر دھرنا مار کر بیٹھ گیا۔ اور کہنے لگا۔ کوئی بات نہیں میرا گھر بھی یہاں قریب ہی ہے۔ جب لڑکا آئے گا تو میں آپ کو گھر پہنچا کر ہی جاؤں گا۔ نوجوان کو گئے ہوئے ابھی تھوڑی دیر ہی گذری تھی

باقی ص۶ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کس نے کیا کہا

سینٹ لوئی (امریکہ) سے ایم اسد کریم ایم ڈی صاحب نے روزنامہ ڈان کو دل کی بیماریوں کے متعلق ایک خط لکھا ہے جو ۱۰ جنوری ۱۹۹۳ء کی اشاعت میں شائع ہوا ہے۔ اس خط میں وہ کہتے ہیں کہ حال ہی میں جب میں کراچی گیا تو میں یہ دیکھ کر خوفزدہ ہو گیا کہ دل کی بیماریاں اور ہائی بلڈ پریشر کس طرح بڑھ رہے ہیں (آپ کراچی آئے تھے) میں اس بات سے اور بھی پریشان ہوا کہ زیادہ تر ان بیماریوں میں نوجوان نسل کے لوگ مبتلا ہو رہے ہیں۔

ذرا سوچئے کہ ایک ۳۰ سالہ شخص کو ایمرجنسی کمرے میں سینے کے درد اور مایوکارڈیل انفیکشن کی وجہ سے لایا جاتا ہے۔ یہ تو نہیں کہا جا سکتا کہ مغربی دنیا میں اس بات کو کچھ عجیب سمجھا جائے گا۔ یہاں پر تو ٹیکنیکی فروغ کے باوجود یہ بیماریاں موت کا سب سے بڑا سبب ہیں۔ کہا جا سکتا ہے کہ امریکہ میں ۵۰ فیصد لوگ اسی بیماری سے ہلاک ہوتے ہیں۔ لیکن موجودہ وقت میں اور آج سے کچھ سال پہلے بھی شامل کر کے جب ہم دیکھتے ہیں تو یہ محسوس ہوتا ہے کہ ہمارے سماج میں یہ بیماریاں بڑھتی چلی جا رہی ہیں۔ اور انہیں روکنے کا کوئی انتظام نہیں ہے۔ بدقسمتی سے میں سمجھتا ہوں کہ کوئی بامعنی اقدام نہیں کئے جا رہے۔ ہمارے محکمہ صحت کے ذمہ دار لوگ اور ڈاکٹر بھی عوام الناس کو اس سلسلے میں اس خاموش قاتل کے متعلق زیادہ واقفیت بہم نہیں پہنچا رہے۔ اس خط کے ذریعے میں چاہتا ہوں کہ بعض بنیادی مسائل کی طرف اشارہ کروں اور امکانی تجاویز پیش کروں۔

دل کی بیماری کے ساتھ کئی مزید خطرے کے عوامل شامل ہوتے ہیں۔ یہ خاندانی عوامل بھی ہیں عمر جنس تمباکو نوشی ذیابیطس اور ہائی بلڈ پریشر بھی بعض خطرناک عوامل پر کنٹرول حاصل کرنا تو مشکل ہے۔ لیکن اگر زندگی کے رہن سہن کے طریق میں تبدیلیاں کر لی جائیں تو ان خطرات کو کم کیا جا سکتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ سب سے پہلے تو ہمیں ایسی ایسوسی ایشنز قائم کرنی چاہئیں جو سائنسدانوں کی نئی سے نئی دریافت کے متعلق عوام الناس کو آگاہ کریں۔ خاص طور پر جو روایات بدل گئی ہیں ان کے متعلق عوام الناس کو بتایا جانا چاہئے اس قسم کی چھوٹی چھوٹی سوسائٹیاں چھوٹے چھوٹے حلقوں میں قائم کی جا سکتی ہیں کراچی کو مختلف حصوں میں تقسیم کر کے ان سوسائٹیوں کا قیام کیا جا سکتا ہے۔ اور یہاں پر لوگوں کو یہ بتانے کی ضرورت ہے کہ وہ کونسی دوائیں ہیں جو احتیاط کے طور پر استعمال کی جائیں۔ دیکھا گیا ہے کہ ایسی دوائیں خاصی مفید ثابت ہوتی ہیں۔ ان میں سے جو احتیاطی اقدامات اور دوسروں کو تعلیم دی جانے والی باتیں ہیں ان میں ایک اہم بات یہ ہے کہ جن خاندانوں میں دل کی بیماری ہو انہیں باقاعدگی کے ساتھ چیک اپ کروانا چاہئے (کلیسٹرول کا زیادہ ہونا اور بلڈ شوگر) تمباکو نوشی کے اشتہارات (ٹیلیوژن اور اخباروں میں) انتہائی طور پر کم ہو جانے چاہئیں۔ لوگوں کو یہ بتانا چاہئے کہ ان کی کھانے کی عادات کیسی ہونے چاہئیں۔ کہا جا سکتا ہے کہ کراچی میں کھانے کی عادات سب سے زیادہ غلط ہیں۔ خاص طور پر گیٹ رات شادیوں کے مواقع پر کھانے۔ دیگر سفارشات میں یہ بات شامل ہے کہ لوگوں کو ورزش کرنی چاہئے جو لوگ عام طور پر بیٹھے رہتے ہیں ان میں دل کی بیماری کا زیادہ خطرہ ہوتا ہے۔ زندگی کے رہن سہن کے طریق میں تبدیلی لانی چاہئے۔ اور عادات میں بھی۔ کارڈیو پلمونری بیٹھتے ہوئے دل کو دوبارہ نارمل کرنے کے لئے لوگوں کو بتانا چاہئے کہ کیا کیا جائے۔ یہ ایک ایسا طریق ہے کہ جس سے بہت سی جوان زندگیاں بچائی جا سکتی ہیں۔ ڈاکٹر کی توجہ حاصل کرنی چاہئے۔ جونہی سینے میں درد محسوس ہو ڈاکٹر کے پاس جانا چاہئے اسپرین کے امکانی فوائد سے بھی لوگوں کو آگاہ کرنا چاہئے۔ خاص طور پر ایسے لوگوں کو جنہیں دل کی تکلیف کا زیادہ خطرہ ہو۔

اس خط کا اصل مقصد یہ ہے کہ دل کی بیماریوں کے خطرے کے عوامل کو تناظر میں لایا جائے خاص طور پر ان لوگوں کے لئے جو کراچی میں رہائش پذیر ہیں۔ ذاتی طور پر میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ سب سے زیادہ ضرورت اس بات کی ہے کہ عوام الناس کو دل کی بیماریوں کے متعلق آگاہی دی جائے۔ یہ بیماریاں خاموشی کے ساتھ آتی ہیں اور اپنا اثر چھوڑ جاتی ہیں۔ اس سے زندگی خطرے میں ہوتی ہے۔ اور اگر ایسا ہو تو خاندان والوں کو اور دوستوں کو اس نقصان سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔

Heart risk factors

ON a recent visit to Karachi, I was appalled by the rate at which coronary heart diseases and hypertension were on the rise. What was really more disturbing was the fact that this was quite frequent in the younger community.

Imagine the scenario of a 30 year old individual being brought into the emergency room with chest pain and having an acute myocardial infarction. Not to say that this was unusual in the western world where inspite of the tremendous technical advances, it continues to be the leading cause of death in over 50% of Americans.

However, the recent escalation of this epidemic in our society continues to grow unchecked. Unfortunately, I see no meaningful measures deployed by the responsible health administrators and physicians to educate the masses about this often silent killer.

Through this letter I would like to point out some basic problems and possible suggestions.

There are numerous risk factors associated with coronary artery disease. These may be familial predisposition, age, sex, tobacco abuse, elevated serum lipids, diabetes mellitus and hypertension. Certain risk factors are difficult to control, but to a large extent modifications in life styles can be adopted to lower these risks.

First of all I think it is necessary to establish an association on a no profit basis to disperse the latest findings from the scientific world to enlighten the masses on the changing trends. Preferably, multiple smaller extensions of this association could be established in the various different zones of Karachi. Community-based teaching of preventive medicine appears to work quite well.

Some of the very common preventive measures and teaching that come to mind and should be imparted include screening of individuals with very strong family history of coronary heart disease (for high cholesterol, blood sugar etc.), drastically curtailing tobacco advertisement (on television and newspapers), recommendations for healthy dietary habits (probably one of the worst amongst Karachiites those late night highly greasy wedding dinners).

Some other recommendations include regular exercise (risk is high in sedentary individuals), overall change in lifestyles and habits. Mass teaching of basic CPR (cardio-pulmonary resuscitation) is also not a far fetched idea either (many young lives could be saved by this very simple manoeuver). Seeking medical attention for new onset chest pain, especially those at high risk is also important. The possible benefits of aspirin should also be emphasised in high risk individuals (atleast four large multicentre trials have proven its usefulness).

The aim of this letter is only to put into perspective some of the cardiovascular risk factors that Karachiites face today.

Personally I feel much more aggressive measures are necessary to enhance public awareness. Coronary artery and peripheral vascular disease can often be very silent and lead to immense morbidity, mortality and suffering for family and friends.

M. ASAD KARIM, M.D.
St. Louis, USA

DAWN SUNDAY, JANUARY 10, 1993

دل کے مریضوں کیلئے مشورے

دل کے امراض کے ماہرین نے عوام کو وارننگ دی ہے کہ وہ ڈاکٹروں کے مشورے کے بغیر مشینوں پر ورزش سے پرہیز کریں ورنہ یہ مشقیں ان کے لئے موت کا پیغام بھی بن سکتی ہیں۔ ماہرین کے مطابق ۹۰ فیصد لوگ ڈاکٹروں کے مشورے کے بغیر ورزش شروع کر دیتے ہیں۔ بعض لوگ تو ایک دم جدید مشینوں پر ورزش کا آغاز کرتے ہیں جو بعد میں ان کے لئے شدید نقصان کا باعث بن جاتی ہیں۔ جبکہ بعض لوگ جوگنگ سے لے کر تیز دوڑ اور دوسری مشکل ورزشیں کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ مگر وہ یہ نہیں سوچتے کہ اس کا انجام کیا ہوگا۔ ماہرین نے بتایا کہ ورزش شروع کرنے سے پہلے ضروری ہے کہ ڈاکٹر سے مشورہ کر لیا جائے اور اس مشورہ پر عمل درآمد کرنا چاہئے۔ انہوں نے بتایا کہ ورزش کے لئے بھی مختلف مراحل ہوتے ہیں ورزش میں خاص طور پر عمر کو بھی ملحوظ رکھنا چاہئے۔ انہوں نے بتایا کہ جو لوگ بچپن سے ورزش کرنے کے عادی ہوتے ہیں ان کے لئے عمر کے آخری حصے تک ورزش کرنا فائدہ مند بھی ہو سکتا ہے۔ تاہم انہیں بھی گاہے بگاہے ڈاکٹر سے میڈیکل چیک اپ کرانا ضروری ہے۔ کیونکہ بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ انسان کسی بیماری میں مبتلا ہو جاتا ہے مگر وہ ڈاکٹر سے چیک اپ نہیں کراتا۔ ایسی صورت میں ورزش کرنا اس کے لئے نقصان دہ بھی ثابت ہو سکتا ہے۔ ان ماہرین کا یہ بھی کہنا ہے کہ جو لوگ بچپن سے

باقی صفحہ ۶ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نفسیات

ایک بچی نے اپنے ذرا سے بڑے بھائی کو بتایا کہ وہ اچھے نمبر لے کر پاس ہو گئی ہے۔ بھائی نے بچی کا منہ چڑایا اور ہاتھ یوں اٹھایا گویا اسے ایک تھپڑ مارنے لگا ہے اور کہا تو پھر مجھے کیا جاؤ جاؤ امی کو بتاؤ۔ وہ آپ کو شاباش دیں گی۔ امی پاس ہی کھڑی یہ باتیں سن رہی تھی۔ دونوں کے قریب آئی اور بیٹے سے کہنے لگی۔ کیوں اپنی بہن کو تنگ کر رہے ہو۔ بیٹے نے زور سے ہاتھ میز پر مارا اور کہا۔ لے جائیے اپنی اس لاڈلی کو۔ اس نے اچھے نمبر لئے ہیں تو مجھے کیا۔ مجھے کیوں بتاتی ہے۔ آپ کو بتائے۔ آپ اپنی لاڈلی کو لڈو کھلائیں گی۔ گویا میں تو کبھی اچھے نمبروں پر پاس ہی نہیں ہوا۔ میں نے کبھی اس طرح ہر ایک کو بتانے کی کوشش نہیں کی۔ اور کبھی بتایا بھی ہے تو سب نے سن کر خاموشی اختیار کئے رکھی ہے۔ میرے لئے تو کوئی شاباش نہیں۔

یہ باتیں کہتے ہوئے وہ کمرے میں ہی فٹ بال کھیلنے لگا۔ امی نے کہا بیٹا کمرے میں تو فٹ بال نہ کھیلو۔ الماریوں کے شیشے ٹوٹ جائیں گے۔ میز پر کراکری پڑی ہے۔ اس کا بھی ستیاناس ہو جائے گا۔

بیٹا کہنے لگا ہاں میں تو چیزوں کا ستیاناس ہی کرتا ہوں۔ آپکی یہی لاڈلی چیزیں سنبھال کر رکھتی ہے۔ اور اس سے کوئی نقصان بھی نہیں ہوتا۔ برتن صاف کرتے ہوئے جو یہ پیالیاں اور گلاس توڑ دیتی ہے۔

امی ہنسی اور کہنے لگی ابھی چھوٹی ہے نا تم تو اس سے بڑے ہو۔ اور سمجھدار بھی۔ میں کہاں سمجھدار ہوں۔ بیٹے نے کہا۔ میں سمجھدار ہوتا تو ہمیشہ میری ہی گت کیوں بنتی۔

امی نے کہا۔ اچھا چھوڑو ان باتوں کو۔ آؤ کھانا کھائیں۔

نہیں۔ نہیں مجھے کچھ نہیں کھانا۔ بیٹے نے کہا۔ امی نے اس کے گلے میں بانہیں ڈال دیں اور کہا۔ "کیا میرا کہا نہیں مانو گے؟" بیٹا کہنے لگا آپ میری باتیں کب مانتی ہیں۔ امی نے اس سے پیار سے پوچھا میں نے آپ کی کون سی بات نہیں مانی۔ بیٹا کہنے لگا۔ میں کب سے کہہ رہا ہوں کہ پارک میں پک نک منائیں۔ آپ وہاں جانے کا نام ہی نہیں لیتیں۔ اور اپنی لاڈلی کو اس روز ایک فنکشن پہ لے گئی تھیں۔ امی نے کہا اچھا اب پارک ضرور جائیں گے۔ بیٹا کہنے لگا وعدہ۔ امی نے کہا وعدہ۔ اور دونوں کھانے کی میز پر چلے گئے۔

امی نے ایک ماہر نفسیات سے اس بات کا تذکرہ کیا تو وہ کہنے لگے بچے ضد میں آ جاتے ہیں۔ ضرورت اس بات کی ہے۔ کہ سب بچوں کے ساتھ ایک جیسا سلوک کیا جائے ان کی اچھی باتوں کی داد دی جائے۔ اور غلط کاموں کے متعلق کسی اچھے وقت میں ان کا نہیں بلکہ کسی اور کا ذکر کر کے بتایا جائے کہ یہ بات اچھی نہیں ہے۔

والدین بعض اوقات خود نہیں جانتے کہ انکی کس بات سے بچے میں ضد یا حسد پیدا ہوا ہے۔ اگر ان سے پیار سے پوچھا جائے اور ان کی باتوں پر تنقید نہ کی جائے تو پتہ چل جاتا ہے کہ فلاں بات نے بچے میں ضد یا حسد کے جذبات پیدا کر دئے ہیں۔

بعض اوقات بچے بدلہ لینے کے لئے ایسا کرتے ہیں۔ انہیں اس بات کا احساس ہوتا ہے کہ والدین کو ان کے اس رویّہ سے تکلیف ہوتی ہے لیکن وہ کہتے ہیں۔ ہوتی ہے تو ہو مجھے کیا۔ مجھے بھی تو وہ تکلیف پہنچاتے ہیں۔ میرا کب خیال رکھتے ہیں۔ اس طرح بچوں کے خیالات بڑوں کے متعلق بدلنے شروع ہو جاتے ہیں۔ اگر والدین بچوں کی تکلیف کا خیال رکھیں۔ ان کے ذوق کے مطابق انہیں کھیل کھیلنے دیں اور ہر کام میں ان کی مدد کرنے کے لئے تیار رہیں تو یقیناً بچے ہر وقت نارمل رہیں۔

(ن۔ س)

بقیہ: صفحہ ۴

کہ سامنے کے گھر سے ایک نوجوان لڑکا نکل کر سیدھا میرے قریب آ کر پوچھنے لگا۔ آپ نے کس کے ہاں جانا ہے۔ لڑکا پنجابی تھا۔ میں نے پوچھا۔ آپ کون لوگ ہوتے ہیں۔ لڑکا بے ساختہ بولا۔ ہم احمدی ہیں۔ میں جلدی سے بولی میاں عبداللطیف خان صاحب کو آپ جانتے ہو۔ وہ بھی احمدی ہیں۔ حال ہی میں ایڈمنسٹریٹر آفیسر کے عہدہ سے ریٹائر ہو کر پشاور چھاؤنی سے اس علاقہ میں شفٹ ہوئے ہیں۔ کہنے لگا۔ جی ہاں! ہم عبادت کرنے جاتے ہیں۔ وہاں ملاقات ہوتی ہے۔ سنے تھے ہی اس علاقہ میں آئے ہیں۔ آج ہی میں ان کا گھر دیکھ کر آیا ہوں۔ چلیں! میں آپ کو چھوڑ آؤں۔ میں نے کہا جو لڑکا میرے ساتھ آیا ہے وہ کالونی میں گھر ڈھونڈنے گیا ہے جب تک وہ نہیں آتا ہم انتظار کرتے ہیں۔ کافی دیر گذرنے کے بعد وہ نوجوان آیا۔ کہنے لگا امی جان! میں کالونی کے کافی گھر دیکھ کر آیا ہوں۔ گھر ابھی نہیں ملا۔ کالونی تو کافی بڑی ہے۔ آپ تانگے سے اتر آئیں۔ تانگے والے کو فارغ کر دیں۔ کالونی تو یہی ہے۔ اب خدا نے چاہا تو جلد ہی گھر بھی مل جائے گا۔ میں نے اسے کہا۔ گھر تو مل گیا ہے۔ پھر دونوں نوجوان میرے ساتھ تانگے میں سوار ہوئے۔ تھوڑی دیر کے بعد گھر آ گیا۔ گھر کے باہر نکل کر میری بزرگ آپا جان اور ان کی بچیاں حیران و پریشان سب دروازے میں کھڑی بیتابی سے میرا انتظار کر رہی تھیں۔ ساڑھے ۵ بجے تو گاڑی پشاور سٹیشن پر پہنچی تھی اور اب گھر پہنچتے تقریباً ساڑھے ۷ بجے کا وقت تھا۔ تانگے والا اسی وقت اپنے گھر کی طرف روانہ ہو گیا۔

سب نے اس نوجوان کو اندر آنے کی دعوت دی مگر اس نے معذرت کی کہ بہت دیر ہو گئی ہے۔ مجھے کافی دور جانا ہے اور ابھی سواری بھی ڈھونڈنا ہے۔ میں نے زبردستی اسے کچھ رقم کرایہ کے لئے دی۔ گو وہ بدستور انکار کرتا رہا۔ تھوڑی دیر کے بعد میرے بہنوئی صاحب سٹیشن سے واپس لوٹے۔ مجھے گھر میں دیکھ کر سخت حیران ہوئے۔ سب حالات سن کر کہنے لگے۔ خدا کا خاص فضل ہوا جو آپ بخیریت پہنچ گئیں۔ ورنہ پشاور شہر میں آپ کا بخیریت گھر پہنچ جانا خدا کے خاص فضل و رحم کے بغیر ناممکن تھا۔

ہماری امی جان ہمیں اکثر یہ واقعہ سنا کر نصیحت کرتی ہیں کہ جب بھی سفر پر روانہ ہو خدا تعالیٰ کا دامن تھام لو۔ دعاؤں میں لگ جاؤ۔ خدا تعالیٰ خود حفاظت کرے گا۔

ترجمہ:۔ مجھ سے دعائیں مانگو میں تمہاری دعاؤں کو قبول کروں گا۔

تو در منزل ما چو بار بار آئی
خدا ابر رحمت ببارید یا نے
(تذکرہ صفحہ ۵۶۱)

ترجمہ:۔ اے میرے بندے تو چونکہ میری فرودگاہ میں بار بار آتا ہے اس لئے اب تو خود دیکھ لے کہ تجھ پر رحمت کی بارش ہوئی یا نہیں۔

نوجوان کے چلے جانے کے بعد سب کو شدت سے احساس ہوا کہ کاش اس کا ایڈریس ہی معلوم کر لیا ہوتا۔ کبھی اس کے گھر جا کر اس کے گھر والوں کے سامنے نیکی کا ذکر کیا جاتا اور شکریہ ادا کرتے۔

میری امی جان کو بھی بہت افسوس ہوا کہ اس نوجوان کا نہ پتہ پوچھا اور نہ ہی نام پوچھا۔ کبھی خط لکھ کر ہی اس فرشتہ سیرت نوجوان کی والدہ کا بھی شکریہ ادا کرتی کہ جس نے اپنے بیٹے کی اتنی نیک تربیت کی۔ آج اتنا عرصہ گذر جانے کے بعد بھی امی جان اس نوجوان کے لئے دعائیں کرتی ہیں کہ "خدا اسے ہمیشہ ہر دکھ درد سے محفوظ رکھے۔ اور دین و دنیا کی نعمتوں سے مالا مال کرے۔

بقیہ صفحہ ۵

سخت ورزش کے عادی ہوتے ہیں لیکن درمیانی عمر میں کچھ سالوں کے لئے ورزش چھوڑ کر دوبارہ شروع کرتے ہیں یا جو چالیس سال کی عمر سے ورزش شروع کرتے ہیں ان کے لئے انتہائی ضروری ہے کہ وہ دل کے ماہر کسی ڈاکٹر سے اپنا مکمل چیک اپ کرائیں اور اگر ڈاکٹر اجازت دیں تو وہ ورزش شروع کریں ورنہ اس سے گریز کرنا چاہیئے۔ ماہرین نے مزید بتایا کہ جوں جوں عمر بڑھتی جاتی ہے ورزش ضرور کرنی چاہیئے وہ بھی اگر آپ اس کے عادی ہیں مگر بہت کم ورزش کرنا ہی فائدہ مند ثابت ہو سکتا ہے۔ ماہرین کے مطابق ہسپتالوں میں دل کے مریضوں کے لئے جو ورزشی مشینیں ہوتی ہیں ان پر بھی ڈاکٹر عمر، صحت اور موسم کے لحاظ سے ورزش شروع کراتے ہیں ماہرین نے بتایا کہ زیادہ تیز دوڑ بھی انسان کے لئے جان لیوا ثابت ہو سکتی ہیں۔ ماہرین نے مزید بتایا کہ بعض لوگ گھروں میں مشینیں لے آتے ہیں اور ڈاکٹر سے مشورہ کے بغیر ورزش شروع کر دیتے ہیں۔ یہ مشین جان لیوا بھی بن سکتی ہے ماہرین نے بتایا کہ بعض لوگ غیر معیاری ورزشی مشین تیار کر کے بازار میں دھڑا دھڑ فروخت کر رہے ہیں اور وہ پیسے کی دوڑ میں آگے نکلنا چاہتے ہیں ماہرین نے بتایا کہ حکومت کو اس پر کنٹرول کرنا چاہیئے۔ ماہرین کے مطابق بعض اوقات دل کا پہلا دورہ بھی جان لے سکتا ہے۔ جبکہ بعض اوقات مزید چانس مل جاتے ہیں۔ ماہرین نے بتایا کہ آجکل ۲۶ سالہ کی عمر کے نوجوانوں میں بھی دل کے امراض بڑھ رہے ہیں اور ایسے کئی مریض ہسپتالوں میں لائے گئے ہیں ماہرین کے مطابق زیادہ عمر کے لوگوں کو ورزش میں بہت زیادہ احتیاط برتنی چاہیئے اور تقریباً ہر ماہ ڈاکٹر سے مشورہ کر لینا چاہیئے۔ بعض لوگ اپنا وزن اور بڑھا ہوا پیٹ کم کرنے کے لئے بہت زیادہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ورزش شروع کر دیتے ہیں ۔ یہ بھی نقصان دہ ثابت ہو سکتی ہیں ۔ جنرل آصف نواز کی ہارٹ اٹیک کے ذریعے موت کے حوالے سے سینئر ڈاکٹروں نے بتایا کہ ہو سکتا ہے کہ مشین پر جوگنگ شروع کرنا ان کی موت کا باعث ہو اور اس بات کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا کہ ۴۰ سال کی عمر کے بعد اگر کوئی صحت مند آدمی بھی اچانک سخت ورزش شروع کر دے یا کچھ عرصہ قبل چھوڑی ہوئی ورزش کو دوبارہ شروع کرے تو وہ ہارٹ اٹیک کا شکار ہو سکتا ہے ۔

(روزنامہ پاکستان ۱۱ ۔ جنوری ۱۹۹۳ء)

بقیہ: صد ۳

سے بورنگ کو کرنا مفید نہیں ہے ۔ اس لئے بہتر ہوگا کہ آپ اس بور کو بند کر کے پائپ نکلوا دیں اور موضع کھچیاں کی سرحد کے قریب ایک دوسرا ٹرائل بور کر کے دیکھ لیں ۔"

اس نتیجہ کے موصول ہونے پر جناب چوہدری عبدالسلام صاحب اختر نے یکم مارچ ۱۹۴۹ء کو حضرت امام جماعت الثانی کی خدمت میں بذریعہ تار اطلاع دی جس پر حضور نے اپنے قلم مبارک سے لکھا ۔ "آدمی یہ ہدایت لے کر جائے ۔ عبداللطیف صاحب سمجھ کر جائیں اور وہاں یہ کام خود شروع کر دیں ۔" حضور اقدس کے اس ارشاد کی تعمیل میں چوہدری عبداللطیف صاحب اوورسیئر نے دریائے چناب کے قریب بورنگ کرایا ۔ یہ بورنگ محمد ابراہیم صاحب ڈیل سپروائزر کے ذریعے ہوا ۔ ۱۲ مارچ ۱۹۴۹ء کو چنیوٹ خزانہ میں ۱۲۸ روپے ۱۴ آنے ۶ پائی بورنگ فیس جمع ہوئی ۔ ۱۷ مارچ تک ۹۰ فٹ گہرائی تک بورنگ ہوا ۔ ۹۵ فٹ پر مٹی آئی ۔ ۹۶ سے ۱۰۰ فٹ تک معمولی ریت اور ۱۰۰ سے ۱۸۰ فٹ تک ریت جس میں کنکر پتھر کی آمیزش تھی ۔ اس بورنگ سے جو پانی حاصل ہوا لائلپور زرعی کالج میں برائے ٹسٹ بھیجا گیا تو رپورٹ ملی کہ یہ پانی زرعی استعمال کے لئے مفید ہے لہذا بعد میں جب پلاٹ بندی ہوئی تو اس جگہ کو ٹیوب ویل کے لئے محفوظ کر لیا گیا ۔ اگرچہ ایک لمبے عرصے کے بعد اسی جگہ واٹر سپلائی سکیم کے تحت ٹیوب ویل کی تنصیب عمل میں آئی ۔ مگر جہاں تک اندرون شہر کو عمدہ پانی ملنے کا معاملہ تھا ۔ وہ جوں کا توں رہا ۔

محکمہ کی ہدایت پر جامعہ نصرت کے احاطہ والا بورنگ بند کر کے محلہ دارالبرکات کے جنوب مشرقی کونہ کے قریب کھدائی کا آغاز کیا گیا ۔ لیکن اس جگہ بورنگ کے پائپ پھنس گئے جو اکھیڑ لئے گئے اور اس کی بجائے سٹیشن کے قریب لائن کے دونوں طرف کھدائی کی جانے لگی ۔ چند دنوں کی کوشش سے ربوہ سٹیشن کی جنوبی سمت میں ایک جگہ نسبتاً میٹھا پانی نکل آیا اور ماہ اپریل ۱۹۴۹ء کے پہلے سالانہ جلسہ کی تقریب پر ۹ نلکے لگا دیئے گئے ۔ چھ سات ماہ کی لگا تار اور تھکا دینے والی محنت اور مشقت کا نتیجہ بس یہ چند نلکے ہی تھے جن میں سے اکثر کھاری یا نیم کھاری پانی کے تھے اور جو ہزاروں روپے خرچ کرنے کے بعد نصب کئے جا سکے تھے ۔ یہ تو خدا تعالیٰ کی خاص عنایت ہوئی کہ اس جلسہ پر حکومت کے محکمہ حفظان صحت نے پانی پہنچانے کے لئے ٹینکروں کا انتظام کر دیا ورنہ پانی کی کمیابی مصیبت عظمیٰ بن جاتی ۔

بقیہ صا

ہم کسی ایسے قاضی کے غلام نہیں ہیں (۔) پس یہ مجبوری ہے ۔ ہم نے تو یہ کام کرنا ہی کرنا ہے ۔ ہمیں تو کوئی دنیا کی طاقت اس بات سے روک نہیں سکتی ۔ پس سوال یہ ہے کہ جو کام اپنی طاقت سے بڑھ کر ہو اس میں طریق کار کیا ہونا چاہیئے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ کوئی کام بھی کسی انسان کی طاقت سے بڑھ کر نہیں ہے ۔ اگر فہم کے ساتھ اس کام کی اونچ نیچ کو سمجھا جائے اس کے سارے مسائل پر نظر رکھ کر صحیح تجزیہ کیا جائے تو خدا تعالیٰ نے ہر انسان میں یہ طاقت عطا فرمائی ہے کہ وہ پھیل کر اپنی خوبیوں کو تمام دنیا تک عام کر دے ۔"

(خطبہ فرمودہ ۸ ۔ جنوری ۱۹۹۳ء)

وصایا

ضروری نوٹ :- مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز کی منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جا رہی ہے کہ اگر کسی شخص کو ان وصایا میں سے کسی کے متعلق یا کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو دفتر بہشتی مقبرہ کو پندرہ یوم کے اندر اندر تحریری طور پر ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں ۔

سیکرٹری

مجلس کارپرداز ۔ ربوہ

مسل نمبر ۲۸۷۶۲ میں خالد عزیز ولد مکرم محمد یونس صاحب قوم مغل پیشہ طالب علم ۲۳ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن کراچی ۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۶-۱۰-۹۲ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہو گی ۔ اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کوئی نہیں ہے ۔ اس وقت مجھے مبلغ ۱۰۰/- روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں ۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہو گی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا اور اس پر بھی وصیت حاوی ہو گی ۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے ۔ العبد ۔ خالد عزیز R ۴۴۲۶ بلاک نمبر ۸ ایف ڈی ایل ۔ بی ایریا کراچی ۔ گواہ شد نمبر ۱ ۔ چوہدری صغیر احمد چیمہ صدر مجلس موصیان جماعت احمدیہ کراچی ۔ گواہ شد نمبر ۲ ۔ محمد یونس وصیت نمبر ۲۰۹۸۶ ۔

مسل نمبر ۲۸۷۶۳ میں محمود احمد ولد چوہدری بشیر احمد صاحب قوم ارائیں پیشہ ملازمت عمر ۲۶ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن کراچی بقائمی ہوش و حواس بلا جبر اکراہ آج بتاریخ ۲۱-۱۰-۹۲ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہو گی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کوئی نہیں ہے ۔ اس وقت مجھے مبلغ ۵۰۰/- روپے ماہوار بصورت ملازمت مل رہے ہیں ۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہو گی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کو تا رہوں گا اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا ۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہو گی ۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے ۔ العبد ۔ محمود احمد R ۹۷ بلاک نمبر ۹ دستگیر سوسائٹی کراچی ۔ گواہ شد نمبر ۱ ۔ چوہدری صغیر احمد چیمہ صدر مجلس موصیان کراچی ۔ گواہ شد نمبر ۲ ۔ محمد احمد طاہر وصیت نمبر ۲۶۸۰۶ ۔

اطلاعات و اعلانات

تقریب رخصتانہ

محترمہ رشیدہ بشریٰ صاحبہ بنت مکرم محمد اکبر افضل صاحب راولپنڈی کی شادی ملک بشارت محمود صاحب ابن مکرم ملک محمد بخش صاحب گھوگھیاٹ ضلع سرگودھا حال واہ کینٹ کے ساتھ ۷ ۔ جنوری ۱۹۹۳ء بروز جمعرات راولپنڈی میں بخیر و خوبی سرانجام پائی ۔

اسی روز نکاح کا اعلان مکرم مولانا عبدالسلام صاحب طاہر مربی سلسلہ احمدیہ راولپنڈی نے ۲۵۰۰۰/- روپے حق مہر کے عوض پڑھا ۔ بچی مکرم مولانا عبدالرحمن صاحب انور سابق پرائیویٹ سیکرٹری کی نواسی ہے ۔ رخصتانہ کے موقع پر مکرم مربی صاحب نے دعا کرائی ۔

احباب جماعت اس رشتہ کے بابرکت ہونے کے لئے دعا فرمائیں ۔

اعلان ولادت

مکرم مصباح الدین بٹ صاحب مقیم جرمنی کو اللہ تعالیٰ نے پہلی بیٹی عطا فرمائی ہے ۔ حضور انور نے بچی کا نام ازراہ شفقت "عالیہ مصباح" عطا فرمایا ہے ۔ نومولودہ مکرم مولوی خیر الدین صاحب رفیق حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی پڑنواسی اور مکرم خواجہ رفیع الدین صاحب بٹ امیر حلقہ بدوملہی کی پوتی ہے ۔

احباب جماعت سے بچی کی درازی عمر نیک صالح اور قرۃ العین ہونے کے لئے درخواست دعا ہے ۔

بقیہ صا

گرانٹس کمیشن اسلام آباد کے چیئرمین پروفیسر پریشان خٹک ، ڈاکٹر ایم ایچ قاضی فل ٹائم ممبر اور ڈاکٹر ایم اے رؤف ڈائریکٹر جنرل نے ڈاکٹر بخاری صاحب کو اس کامیابی پر مبارکباد دی ہے ۔

(روزنامہ ڈان کراچی ۔ ۱۹ ۔ جنوری ۱۹۹۳ء صد ۴)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبریں

ربوہ: ۲۰ جنوری۔ دھوپ نکلی ہوئی ہے۔ سردی کی لہر بدستور جاری ہے۔

○ افغانستان کے شمالی علاقے کے صحرا میں اقوام متحدہ کوشش کر رہی ہے کہ مجاہدین لیڈروں اور سابق کمیونسٹوں کا مقابلہ کر کے دنیا کے سب سے نئے مہاجرین کو بسایا جائے۔

○ بتایا گیا ہے کہ جاپان کے متبادل کے طور پر حکومت نے ہر قسم کی سرمایہ کاری کے لئے کوریا سے رابطہ کر لیا۔ پاکستان کی پیشکشوں کے باوجود جاپان صرف شرائط ہی پیش کرتا رہا۔ مگر کوریا نے زبردست سرمایہ کاری کی پیشکش کر دی۔ کئی معاہدے کرنے کا فیصلہ ہو گیا ہے۔

○ اخبار عرب نیوز کے مطابق سعودی عرب کے شاہ فہد نے کہا ہے کہ مسلمان صرف متحد ہو کر اور اپنے آپ کو استحکام دے کر ہی ان طاقتوں کے خلاف نبرد آزما ہو سکتے ہیں جو ان کی دشمن ہیں اور اسی طرح وہ نئے عالمی نظام میں اپنی جگہ بنا سکتے ہیں۔ شاہ فہد نے مزید کہا کہ سعودی عرب ہمیشہ اس بات کی کوشش کرتا رہے گا کہ مسلمان متحد ہو جائیں۔ جو حادثات دنیا میں پیش آ رہے ہیں ان میں سے زیادہ تر مصائب مسلمانوں پر ٹوٹے۔

○ سرکاری ذریعہ سے پتہ چلا ہے کہ افغان مہاجرین کی امداد پاکستان نے بند نہیں کی۔ کہا جاتا ہے کہ یہ غلط افواہ پھیل رہی تھی کہ پاکستان نے افغان مہاجرین کی امداد بند کر دی ہے۔ ان لوگوں کی تیرہ سال تک امداد کی گئی ہے۔ اور اس سلسلے میں اقوام متحدہ اور دیگر چندے کی رقوم دینے والوں نے خاصا اہم کردار ادا کیا ہے۔

○ بتایا گیا ہے کہ چین میں ایک سرکاری افسر کو جو پبلک سیکورٹی پر متعین تھا۔ بدعنوانی کی وجہ سے موت کی سزا دی گئی ہے اور اس کی اہلیہ کو عمر قید۔ یہ بات چین کی زنہوا نیوز ایجنسی نے بتائی ہے۔

○ ایمنسٹی انٹرنیشنل نے الزام لگایا ہے کہ حکومت خلاف مظاہرے میں پاکستانی پولیس نے صحافیوں اور اپوزیشن کے حامیوں کو اذیت دی۔ خاتون صحافی کو گرفتار کر کے زدوکوب کیا گیا۔ مزید بارہ صحافیوں کو بھی اذیتیں دی گئیں۔ پی پی پی کے ایک رکن کو برقی رو سے اذیت دی گئی۔

○ ڈاکٹر محبوب الحق جو اقوام متحدہ کے ڈویلپمنٹ پروگرام کے ایڈمنسٹریٹر کے خصوصی مشیر ہیں نے کہا ہے کہ تیسری دنیا کی ترقی میں سب سے بڑی رکاوٹ ان کا اسلحہ کی خرید کے پیچھے بھاگنا ہے۔ انہوں نے کہا کہ صنعتی ممالک کا ¾ اسلحہ تیسری دنیا کو فروخت کیا جاتا ہے۔

○ امریکہ نے پیٹریاٹ میزائل کویت پہنچا دیئے ہیں۔ اور روس نے امریکہ اور اس کے اتحادیوں کو وارننگ دی ہے کہ عراق پر بمباری بند کی جائے۔ کہتے ہیں کہ اس بات نے امریکہ کو حیران کر دیا ہے۔

○ صدر صدام نے کہا ہے کہ امریکی طیاروں نے عراقی تنصیبات پر حملوں کے دوران کلسٹر بم گرائے اور کہ بش انتقامی کارروائیاں کر رہے ہیں۔

○ بھارت سے دہشت گردوں کی آمد روکنے اور سمگلنگ کے خاتمے کے لئے بھارت کے ساتھ ملنے والی سرحد سیل کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ کہا گیا ہے کہ ٹرانزٹ ویزے پر آنے والے بھارتی باشندوں کو بھی ایئرپورٹ کی حدود سے نکلنے کی اجازت نہیں ہو گی۔

○ لاہور ہائی کورٹ کے جسٹس خلیل الرحمان رمدے نے کہا ہے کہ ایک طرف ۱۹۹۳ء کو انسداد منشیات کا سال قرار دیا گیا ہے دوسری طرف حالت یہ ہے کہ شیخوپورہ کے صرف ایک تھانے میں منشیات کے صرف ۸۰۰ مقدمات درج ہوئے جو ابھی تک زیر سماعت ہیں۔ انہوں نے مزید کہا کہ پولیس منشیات کے کاروبار میں پوری طرح ملوث ہوتی ہے۔

○ زرعی یونیورسٹی پشاور میں لاٹھی چارج کیا گیا۔ طلباء نے ہوسٹلوں پر قبضہ کر لیا۔ طلباء نے خفیہ مقام پر کنٹرول روم بنا لیا یونیورسٹی دھماکوں سے گونجتی رہی۔ مشتعل طلباء نے امتحانات بھی نہ ہونے دیئے۔ کہا ہے کہ وہ پُرتشدد تحریک چلائیں گے۔

○ سعودی عرب اور کویت کی طرف سکڈ میزائل مارنے کے عراقی دعویٰ کی وائس آف امریکہ نے تردید کی ہے۔ کہا گیا ہے کہ امریکی سیاروں سے عراق کی طرف سے چلائے جانے والے کسی سکڈ میزائل کی اطلاع نہیں ملی۔

○ پاکستان پیپلز پارٹی کی چیئرپرسن نصرت بھٹو نے کہا ہے کہ سیاسی بحران تباہ کن ہے۔ اس کے اثرات ختم کرنے کے لئے انقلاب لانا ہو گا اور کہ ۸ نومبر کا لانگ مارچ حکومت کے خلاف عوام کا کامیاب عدم اعتماد تھا۔ قانون سازی کوئی نہیں۔ نیشنل اسمبلی صرف انگوٹھا چھاپ ہے

○ وفاقی وزارت قانون نے نفاذ شریعت ورکنگ گروپ کی سفارشات کو ناقابل عمل قرار دے دیا ہے۔ وزارت نے سفارشات کا مسودہ وزارت مذہبی امور کو واپس بھجوا دیا ہے۔ جس نے ورکنگ گروپ کی ذیلی کمیٹی کی سفارشات کی منظوری دی تھی۔ ورکنگ گروپ نے خواتین کی ملازمتوں کی حوصلہ شکنی کرنے پردے کی پابندی لگانے اور ڈش انٹینا کی تیاری درآمد اور استعمال کو جرم قرار دینے کی سفارش کی تھی۔

○ امریکہ نے دعویٰ کیا ہے کہ عراق کو فضائی دفاع سے خبردار کرنے والے نظام سے محروم کر دیا گیا ہے۔ حالیہ حملہ سے عراق کا خاصا نقصان ہوا ہے۔ طیاروں کو بھاگ جانے پر مجبور کر دیا گیا ہے۔

○ گذشتہ روز اسلام آباد میں کسٹمز حکام نے مارکیٹ مینیجر ایکسپریس موورز جو کہ ایک پیکنگ فرم ہے کو اس لئے گرفتار کر لیا کہ وہ بدھا کے مجسموں کو ایک بہت بڑی تعداد میں ملک سے باہر بھیج رہے تھے۔ ایسا کہا جاتا ہے کہ ایک تھائی سفارتکار کی مدد سے کیا جا رہا تھا۔ ان میں سے ۵ مجسمے جن کا گندھارا تہذیب سے تعلق ہے

ضرورت BATMAN

ایک ریٹائرڈ فوجی جو کسی آرمی آفیسر کے پاس بطور BATMAN کام کر چکے ہوں اور ڈرائیونگ بھی جانتے ہوں کی ضرورت ہے معقول تنخواہ کے علاوہ رہائش کیلئے فیملی کوارٹر بھی دیا جائے گا۔ خواہشمند دوست فوری رابطہ کریں۔ احمد برادرز گول بازار۔ ربوہ

ضرورت برائے ورکرز

ہمیں اپنی گارمنٹس فیکٹری کیلئے سلائی اور کڑھائی جاننے والے ورکرز کی ضرورت ہے
پتہ برائے رابطہ:
مینیجر حبیبہ انڈسٹریل ہوم ۲۱/۱۸ دار الرحمت وسطی ربوہ
فون نمبر ـــــ ۷۸۳

بہتر روزگار

کیوریٹو سیلز ٹیم میں شامل نوجوان عزت اور آزادی کے ساتھ شاندار ماہانہ معاوضہ لیتے اور خوشحال زندگی بسر کرتے ہیں۔ تعلیم یافتہ اور ترقی کا جذبہ رکھنے والے نوجوان مکمل کوائف کے ساتھ اپنی درخواستیں اپنے صدر صاحب یا امیر صاحب کی تصدیق کے ہمراہ جلد بھیجیں۔ پہلے آیئے پہلے پایئے۔
سیلز مینیجر کیوریٹو میڈیسن گولبازار ربوہ
فون ـــــ ۶۰۶-۷۷۱

ضرورت باورچی

گھر کے لئے باورچی کی ضرورت ہے۔ تنخواہ و رہائش مناسب دی جائے گی۔
مرزا عبد الصمد احمد حلقہ بیت المبارک ربوہ

دانتوں کا معائنہ مفت۔ احمد ڈینٹل کلینک
ڈینٹسٹ رانا مدثر احمد
طارق مارکیٹ اقصیٰ چوک ربوہ
۴½ بجے تا ۸ بجے شام

ہم نے اپنا کلینک فی الحال شفیق مارکیٹ رحمت بازار میں منتقل کیا ہے۔
بھٹی ہومیو کلینک
رحمت بازار۔ ربوہ

شادی بیاہ و دیگر تقریبات کے لئے (بالکل نئی) عارضی لائٹس (کرایہ کیلئے) دستیاب ہیں۔
رابطہ: تاج اینڈ سنز الیکٹرک سٹور
اقصیٰ روڈ۔ ربوہ
منجانب لقمان احمد

پتہ